السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(الإشارۃ بالسبابۃ عند التشھد فی الصلاۃ) ’’نماز میں شہادت کی انگلی سے تشہد میں اشارہ کرنا‘‘ حدیث شریف سے ثابت ہے یا نہیں اور اس کا کیا حکم ہے؟ اور محققین حنفیہ کا اس باب میں کیا مسلک ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اشارہ بالسبابہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

’’عن علی بن عبدالرحمن أنہ قال: رآنی عبداللہ بن عمر وأنا أعبث بالحصباء فی الصلاۃ، فلما انصرفت نھانی وقال: اصنع کما کان رسول اللہ ﷺ یصنع، فقلت: وکیف کان رسول اللہ ﷺ یصنع؟ قال: کان إذا جلس فی الصلاۃ وضع کفہ الیمنی علی فخذہ الیمنی، وقبض أصابعہ کلھا، وأشار بأصبعہ التی تلی الإبھام، ووضع کفہ الیسریٰ علی فخذہ الیسریٰ، وقال ھکذا یفعل۔‘‘ رواہ مالک فی الموطأ (موطا الإمام مالک ۱ ۸۸)

’’علی بن عبدالرحمان کے واسطے سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے مجھے دیکھا کہ میں دوران نماز میں کنکریوں سے کھیل رہا ہوں، پس جب وہ فارغ ہوئے تو مجھے منع کیا اور کہا کہ ویسے ہی کرو جیسے رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ رسول اللہ کیسے کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ آپ ﷺ جب نماز کے دوران میں بیٹھتے تو اپنی داہنی ہتھیلی اپنی داہنی ران پر رکھتے اور اپنی تمام انگلیوں کو موڑلیتے اور اشارہ فرماتے، اس انگلی سے جو انگوٹھے سے متصل ہے اور اپنی بائیں ہتھیلی اپنی بائیں ران پر رکھتے۔ فرمایا: آپ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ اس کی روایت مالک نے موطا میں کی ہے۔‘‘

’’عن ابن عمر أن النبی ﷺ کان إذا جلس فی الصلاۃ وضع یدہ الیمنی علی رکبتہ، ورفع أصبعہ التی تلی الإبھام یدعوبھا، ویدہ الیسری علی رکبتہ باسطھا علیہ‘‘ رواہ الترمذی (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۹۴)

’’ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نماز میں جلوس فرماتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے گھٹنے پر رکھتے اور اپنی اس انگلی کو اٹھاتے جو انگوٹھے سے متصل ہے اور اسی انگلی کے ساتھ دعا کرتے اور اپنا بایاں ہاتھ گھٹنے پر پھیلا کر رکھتے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔‘‘

اسی طرح صحیح مسلم و دیگر کتبِ احادیث میں حدیث اس باب کی موجود ہے اور اسی پر عمل ہے تمام صحابہ اور تابعین اور ائمہ اربعہ و دیگر محدثین و متقدمین و متاخرین کا۔ کسی اہل علم کا اس مسئلہ میں خلاف نہیں۔ اور یہ جو بعض کتبِ فقہ حنفیہ میں کراہیت اس کی منقول ہے، وہ مردود ہے، قابل اعتبار اور لائق احتجاج نہیں اور ہرگز کراہیت اس کی بسند صحیح امام ابوحنیفہ تک نہیں پہنچی۔ بلکہ امام محمد رحمہ اللہ کہ جو شاگرد رشید امام صاحب کے ہیں، موطا میں اپنے، بعد نقل حدیث اس باب کی، فرماتے ہیں:

’’قال محمد: وبصنیع رسول اللہ ﷺ نأخذ، وھو قول أبی حنیفۃ‘‘ انتھی (موطأ الإمام محمد ۱ ۲۲۸)

’’محمد نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل کو ہی اختیار کریں گے اور یہی قول ابوحنیفہ کا ہے۔ ختم شد۔‘‘

اور محقق حنفیہ شیخ کمال الدین ابن الھمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

’’لا شک أن وضع الکف مع قبض الأصابع لا یتحقق حقیقۃ، فالمراد، واللہ أعلم، وضع الکف ثم قبض الأصابع بعد ذلک عند الإشارۃ، وھو المروی عن محمد فی کیفیۃ الإشارۃ، قال: یقبض خنصرہ والتی تلیھا، ویحلق الوسطی والإبھام، ویقیم المسبحۃ، وکذا عن أبی یوسف فی الأمالی، وھذا فرع تصحیح الإشارۃ، وعن کثیر من المشایخ أنہ لا یشیر أصلا، وھو خلاف الروایۃ والدرایۃ‘‘ انتھی (فتح القدیر لابن الھمام ۱ ۳۱۳)

’’اس میں کوئی شک نہیں کہ انگلیوں کی گرفت کے ساتھ ہتھیلی کا رکھنا حقیقتاً متحقق نہیں ہے اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے، مراد یہ ہے کہ ہتھیلی رکھ کر پھر اشارے کے وقت انگلیاں اکٹھی کرلے۔ اشارے کی کیفیت کے سلسلے میں محمد کے واسطے سے یہی مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ وہ اپنی خنصر یعنی چھوٹی انگلی کو موڑے گا اور اس کو جو اس سے متصل ہے اور انگوٹھے اور وسطی انگلی کا حلقہ بنائے گا اور تسبیح والی انگلی کھڑی کرے گا۔ ’’الامالی‘‘ میں ابو یوسف کے واسطے سے ایسی ہی روایت ہے۔ یہ اشارہ کی تصحیح کی فرع ہے اور بہت سے مشائخ کے واسطے سے بیان کیا جاتا ہے کہ نماز میں اصلاً اشارہ نہیں کرے گا۔ لیکن یہ چیز روایت اور درایت کے خلاف ہے۔ ختم شد۔‘‘

اور اسی طرح ملا علی قاری رحمہ اللہ ’’تزیین العبارۃ فی تحسین الإشارۃ‘‘ میں، وشیخ ولی اللہ المحدث مسوی شرح موطا اور حجۃ اللہ البالغہ میں، اور محمد بن عبداللہ الزرقانی شرح موطا میں، وشیخ عبدالحق دہلوی شرح مشکوۃ و شرح سفر السعادت میں، وعلاؤ الدین حصکفی درمختار میں، اور ابن عابدین ردالمحتار میں فرماتے ہیں۔

(دیکھیں: الجامع الصغیر لعبدالحی اللکنوی ص: ۷)، (المسوی شرح الموطأ ۱ ۱۰۸)، (شرح الزرقانی علی الموطأ ۱ ۶۵۲)، (أشعۃ اللمعات ۱ ۴۳۲، فارسی)، (الدر المختار ۱ ۵۰۸)، (حاشیۃ ابن عابدین ۱ ۵۰۸)

ھذا ما عندی واللہ أعلم بالصواب

[مجموعہ مقالات، وفتاویٰ]

صفحہ نمبر111

محدث فتویٰ